خورشید رضوی *

آرثر کانن ڈوئیل اور روحانیات

بنیاد کے تازہ شمارے میں محمد سعید صاحب کی کاوش سے ''سعادت حسن منٹو کا ایک غیر مدون نادر ترجمہ''(۱) نظر سے گزرا۔ یہ سر آرثر کانن ڈوئیل کے افسانے ''The Brown Hand'' سے ماخوذ ہے جسے منٹو نے ''دست بریدہ بھوت'' کا عنوان دیا ہے۔ کہانی ''The Story of the Brown Hand'' پہلی بار ۱۸۹۹ء میں *The Strand Magazine* میں شائع ہوئی (۲) اور پھر ۱۹۰۸ء میں منظرِ عام پر آنے والے مجموعے *Round the Fire Stories* میں، بعنوان ''The Brown Hand'' شامل ہوئی (۳)۔

کانن ڈوئیل کے قلم سے شرلک ہومز کی کہانیوں کے علاوہ بھی بہت کچھ نکلا۔ مثلاً وہ کہانیاں جن کا مرکزی کردار پروفیسر چیلینجر (Professor Challenger) ہے اور جنہیں سائنس فکشن کے ذیل میں رکھا جا سکتا ہے۔ اسی طرح بہت سے عمومی ناول اور افسانے۔ مگر ''دست بریدہ بھوت'' نے کانن ڈوئیل کی شخصیت کا جو پہلو یاد دلایا وہ نسبتاً کم لوگوں کے علم میں ہے۔ یہ روحانیت (spiritualism) سے کانن ڈوئیل کا زبردست شغف ہے۔ اس کی کتاب *The History of Spiritualism* (دی ہسٹری آف سپر چوئلزم) کی مجھے مدتوں تلاش رہی اور بالآخر جب، دو جلدوں پر مشتمل، یہ ضخیم تصنیف میرے ہاتھ آئی تو مجھے یہ دیکھ کر حیرت ہوئی کہ اس میں spiritualism سے مراد spiritism ہے یعنی رفتگاں کی روحوں سے رابطے کا عمل۔

بنیاد جلد سوم شمارہ:۱، ۲۰۱۲ء

Spiritualism پہلی بار ۱۹۲۶ء میں شائع ہوئی۔ اس پر مصنف کے نام کے ساتھ

President of the London Spiritualist Alliance

اور

President of the British College of Psychic Science

کے القاب درج ہیں نیز اسے فرانس کی ایک بین الاقوامی روحانی فیڈریشن کا بھی صدر بتایا گیا ہے۔ اس سے اس میدان میں کانن ڈوئیل کی نمایاں حیثیت کا اندازہ ہوتا ہے۔

دل چسپ بات یہ ہے کہ شرلک ہومز کو کانن ڈوئیل نے ایک افسانوی کردار کے طور پر تخلیق کیا مگر اسے کسی حقیقی کردار سے بھی بڑھ کر حیثیت حاصل ہوگئی۔ بیکر سٹریٹ لندن میں آج بھی اس کا فرضی مکان اور اس کا ساز و سامان دیکھا جا سکتا ہے اور دنیا بھر سے ہومز کے نام آج بھی اس پتے پر خط وصول ہوتے ہیں۔ دوسری طرف روحوں کے وجود اور ان کی بازگشت پر کانن ڈوئیل کو مکمل سنجیدگی سے یقین تھا اور اس نے اپنے مضبوط قلم کی پوری طاقت صرف کر کے دنیا کو بھی یہ یقین دلانا چاہا مگر اس کی یہ مساعی بہت جلد ایک قصۂ فراموش ہو کر رہ گئیں۔

Spiritualism کے پیش لفظ میں اس نے لکھا:

> The field of spiritualism is infinitely broad and on it every variety of Christian as well as the Moslem, the Hindu or the Parsee, can dwell in brotherhood.(4)

کتاب کے آخر میں چھہتر ماخذ کے نام درج ہیں جو کانن ڈوئیل کے مطالعے میں رہ چکے تھے۔ جا بجا معترضین کے نقطہ نظر کی دیانتدارانہ نمائندگی کرنے کے بعد وہ اس کے رد میں اپنے ان تجربات کا تفصیلی اور پر زور بیان کرتا ہے جو، جسمانی وجود سے کٹ جانے کے بعد، روحوں کی بقا اور جسمانی وجود رکھنے والے زندہ انسانوں سے ان کے رابطے کے شواہد پر مبنی ہیں۔ وہ باقاعدہ نام لے لے کر ان اشخاص کا ذکر کرتا ہے جن میں روحوں کا معمول (medium) بن سکنے کی غیر معمولی صلاحیت پائی جاتی ہے اور ان کے پیکر میں روحوں کے حلول سے قبل اور بعد ان کے مادّی جسمانی وزن میں فرق کو تولا جا سکتا ہے۔ وہ ایک پر اسرار شے ectoplasm (ایکٹو پلازم) کا ذکر کرتا ہے جو بھاپ کی طرح

معمول کے جسم سے پھوٹتی اور کبھی کبھار ٹھوس شکل بھی اختیار کر لیتی ہے چنانچہ ایسی ٹھوس حالت میں یہ تجربہ بھی کیا گیا کہ اس طرح نمودار ہونے والے ہاتھ کو پیرافین میں ڈبو دیا گیا اور ایکٹو پلازم کے تحلیل ہو جانے کے بعد پیرافین ایک دستانے کی صورت میں باقی رہ گئی جس کا مخرج کلائی کے قریب اتنا تنگ تھا کہ مادّی ہاتھ سانچے کو توڑے بغیر ہرگز اسی میں سے نکالا نہیں جا سکتا تھا۔ اس نوعیت کے ایک سانچے کا فوٹو بھی کتاب میں ''Plaster Cast of Ectoplasmic Hand'' کے عنوان سے دیا گیا ہے۔(۵)

روحوں سے تحریری رابطے کو کانن ڈوئیل بہترین طریقہ تصور کرتا ہے تاہم اسے عامل کے اپنے تحت الشعور کی کارفرمائی سے مامون نہیں سمجھتا اور خود فریبی کے امکان سے ہوشیار کرتے ہوئے کہتا ہے:

> Of all forms of mediumship the highest and most valuable, when it can be relied upon, is that which is called automatic writing, since in this, if the form be pure, we seem to have found a direct method of obtaining teaching from the Beyond. Unhappily, it is a method which lends itself very readily to self-deception, since it is certain that the subconscious mind of man has many powers with which we are as yet imperfectly acquainted. (6)

روحوں کی فوق الفطرت ''آورد'' (apport) پر گفتگو بھی دل چسپ ہے۔ اس سے مراد وہ مادّی اشیاء (مثلاً بے موسم کے پھل) ہیں جو روحیں دور دراز کی سرزمینوں سے بیچ بیچ اٹھا لانے پر قادر ہیں۔ ایک تجربہ، جس میں ایک ہندو کی روح ایک معمول میں حلول کر کے ہندوستان سے ایک چڑیا کا انڈا اٹھا لاتی ہے، مجھے فکر انگیز معلوم ہوا کیونکہ اس میں یہ نکتہ بیان کیا گیا ہے کہ اس قسم کی آورد میں روحیں زندگی کو گزند پہنچانے کی اجازت نہیں رکھتیں۔ ڈوئیل کے اپنے الفاظ میں:

> ... The medium, or rather the Hindoo Control acting through the medium, placed the egg on his palm and broke it, some fine albumen squirting out. There was no trace of yolk. "we are not allowed to interfere with life" said he. "If it had been fertilized we could not have taken it." These words were said before he broke it,

so that he was aware of the condition of the egg, which certainly seems remarkable.

"Where did it come from?" I asked.

"From India."

"What bird is it?"

"They call it the Jungle Sparrow."(7)

ڈوئیل نے ایک میڈیکل ڈاکٹر کی حیثیت سے سائنسی اور تجربی تربیت پائی تھی۔ وہ آورد کے اس محیر العقول مظہر پر ایک روح سے اپنے تجسس کا جواب بھی چاہتا ہے۔ جو جواب ملتا ہے وہ بھی یہاں اقتباس کرنے کے لائق ہے:

> The phenomenon of apports seems so incomprehensible to our minds, that the author on one occasion asked a spirit control whether he could say anything which would throw a light upon it. The answer was: "It involves some factors which are beyond your human science and which could not be made clear to you. At the same time you may take as a rough analogy the case of water which is turned into steam. Then this steam which is invisible may be conducted elsewhere to be reassembled as visible water." (8)

ایک اور عجیب موضوع جو اس کتاب میں زیرِ بحث آیا ہے، روحوں کا کیمرے کی زد میں آنا ہے۔ اس عمل کو Spirit Photography کا نام دیا گیا ہے۔ پہلی جنگ عظیم کے نتیجے میں انگلستان کے بیشتر گھرانے کسی نہ کسی پیارے سے محروم ہو گئے۔ ان دنوں موت کے بعد زندگی کا مسئلہ ایک روز مرہ موضوع کی حیثیت اختیار کر گیا اور یہ سوال دلوں میں شدت سے سر اٹھانے لگا کہ اگر بچھڑنے والے فنا نہیں ہوتے تو کیا ان سے رابطہ ممکن ہے؟ ہاتھ، بچھڑے ہوئے ہاتھوں کے لمس اور کان، گنگ ہو جانے والی آوازوں کی سماعت کے لئے بے تاب تھے۔ شاید یہ بے تابی دوسری طرف بھی تھی چنانچہ ہلاک ہو جانے والے سپاہیوں کی واپسی اور حیات بعد الموت کے موضوع پر اخباروں میں بہت کچھ چھپنے لگا۔ خود کانن ڈوئیل کا بیٹا Kingsley Conan Doyle ۱۹۱۸ء میں اسی انجام سے دوچار ہو چکا تھا اور روحوں کی

آمد و رفت کے تصور کو رد کرنے والے حلقوں نے بھی کہا کہ ڈوئیل اور اس کے ہم خیال Sir Oliver Lodge دونوں چونکہ اس ذاتی صدمے سے گزرے تھے لہٰذا ان کی مشتاق نگاہوں کی تشنگی نے اپنے لئے یہ سراب ایجاد کر لئے تھے۔ تاہم کانن ڈوئیل نے اس موقف کو ''clumsy lie'' قرار دیتے ہوئے یہ وضاحت کی کہ وہ اس نوعیت کی تحقیقات ۱۸۸۶ء کے زمانے سے کرتا چلا آیا ہے۔(۹)

رفتگاں کی روحیں محاذِ جنگ پر اور دور دراز اپنے گھروں میں محسوس کی جانے لگیں۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوا کہ خاندان کا کوئی گروپ فوٹو دھل کر آیا تو اس میں ایک بچھڑی ہوئی صورت بھی اپنی جھلک دکھا رہی تھی۔ خود کانن ڈوئیل کی ایک ایسی تصویر شائع ہو چکی ہے جس میں اس کے پیچھے اس کے آنجہانی بیٹے کینگزلی کا دھواں دھواں چہرہ دکھائی دے رہا ہے۔ ڈوئیل کے بھائی اینز (Innes) کے بارے میں بھی کہا گیا کہ وہ اپنی وفات کے بعد کئی بار حاضرات میں ظاہر ہوا۔(۱۰)

کانن ڈوئیل کے قلم سے روحانیت کے موضوع پر ایک درجن کے قریب کتابیں نکلیں جو Psychic Books کہلاتی ہیں مثلاً:

1. *The New Revelation*
2. *Wanderings of a Spiritualist*
3. *The Land of Mist*
4. *The Case of Spirit Photography*
5. *Spiritualism and Rationalism*

ان مسائل سے کانن ڈوئیل کا شغف روز افزوں اور تادم آخر رہا۔ اس انہماک میں اس کی دوسری بیوی Jean Leckie بھی شریک رہی اور ان دونوں نے بیشتر وقت اس میدان کے لئے وقف کرتے ہوئے ان موضوعات پر آگاہی پھیلانے کے لئے آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، امریکہ اور کینیڈا کے سفر اختیار کئے۔

کانن ڈوئیل نے اس نوع کے تجربات کو اپنی طرف سے ہر ممکن جانچ پرکھ سے گزارا۔ وہ لکھتا ہے:

> As to the charge of credulity which is invariably directed by the unreceptive against anyone who forms a positive opinion upon this subject, the author can solemnly aver that in the course of his long career as an investigator he cannot recall one single case where it was clearly shown that he had been mistaken upon any serious point as had given a certificate of honesty to be dishonest. A man who is credulous does not take twenty years reading and experiment before he comes to his fixed conclusions.(11)

تاہم یہاں ایک دل چسپ انکشاف کا ذکر کرنا برمحل ہوگا جس پر ہم اپنے اس آزاد تلازمِ خیال کا اختتام کر سکتے ہیں۔ ''روحانیت'' کی اسی رو میں بہتے ہوئے کانن ڈوئیل بہت سی اور فوق الفطرت غیر مرئی مخلوقات کا بھی قائل ہوگیا تھا۔ مثلاً اس کا خیال تھا کہ پریاں وجود رکھتی ہیں اور معصوم آنکھیں انہیں دیکھ سکتی ہیں۔ چنانچہ وہ بچوں کو ہمراہ لے کر ان کی جستجو میں نکلتا۔ راتوں کو باغیچے میں ان کے ظہور کا منتظر رہتا اور انہیں بلانے کے لئے بونوں (Gnomes) کے مجسمے نصب کرتا تاکہ فضا پریوں کے لئے مانوس اور پرکشش ہوجائے۔ ایک تصویر میں وہ مالی کی نوعمر بچی کا ہاتھ تھامے اور دوسرے ہاتھ میں گراموفون اٹھائے نظر آتا ہے اور اسی طرح پریوں کے لئے فضا سازگار کرنا چاہتا ہے۔ (۱۲)

اس نے پریوں کی آمد پر *The Coming of Fairies* (پریوں کی آمد) کے عنوان سے مستقل کتاب بھی لکھی جس کا محرک بریڈفورڈ کے قریب Cottingley نامی ایک گاؤں میں رہنے والی دو لڑکیوں Elsie Wright (ایلسی) اور Frances Griffiths (فرانسس) کی کھینچی ہوئی چند کیمرہ تصاویر تھیں جن میں پریاں دکھائی دے رہی تھیں۔ یہ تصاویر پریس میں آچکی تھیں اور وسیع پیمانے پر موضوعِ بحث بنی ہوئی تھیں۔ فوٹوگرافی کے ماہرین نے ان کا جائزہ لیا۔ بعض نے ان تصاویر کے حقیقی ہونے پر عدم اطمینان کا اظہار ضرور کیا لیکن کسی ایسے ٹھوس نکتے کی نشاندہی نہ کر سکے جس سے انہیں فریب ثابت کیا جا سکے کیونکہ یہ بات سب کو تسلیم تھی کہ ان لڑکیوں کے ساتھ پریوں کی یہ تصویریں ایک ہی بار کی بنی ہوئی ہیں اور کسی بھی فلم کو دوبارا ایکسپوز نہیں کیا گیا۔ یہ معاملہ کانن ڈوئیل کے علم میں آیا تو اس نے اپنا ایک نمائندہ Cottingley بھیجا جس نے ذاتی ملاقات کے بعد ان لڑکیوں اور ان کے خاندان کے بارے میں نہایت اطمینان بخش رپورٹ دی۔ کانن ڈوئیل نے رازداری کو برقرار رکھنے کے لئے ان لڑکیوں کے

فرضی نام رکھ کر اس محیر العقول واقعے پر تبصرہ نگاری کی اور چونکہ اس کا ذاتی میلان واقعے کی تصدیق کی طرف تھا اس لئے اس نے اسے ایک عہد آفریں انکشاف قرار دیا جسے وہ مادیت کے مقابلے میں روحانیت کی فتح تصور کرتا تھا۔ *Fairies* کی اشاعت (۱۹۲۸ء) نے بہت سے لوگوں کو کانن ڈوئیل کی طرف سے مایوس کردیا۔ وہ اس کی دماغی صحت پر شبہ کرنے لگے۔ یہ پھبتی بھی کہی گئی کہ کیا شرلک ہومز ایسی کہانیوں پر یقین کرسکتا تھا؟

J. E. Wheelwright نے کانن ڈوئیل کے بارے میں یہ طنزیہ شعر بھی کہہ ڈالے:

> If you, Sir Conan Doyle, believe in fairies,
> Must I believe in Mister Sherlock Holmes?
> If you believe that round us all the air is
> Just thick with elves and little men and gnomes
> Then must I now believe in Doctor Watson
> And speckled bands and things? Oh, no! My hat!
> Though all the t's are crossed and i's have dots on
> I simply can't Sir Conan. So that's that!(13)

کانن ڈوئیل ۱۹۳۰ء میں وفات پا گیا لیکن دونوں لڑکیاں، ایلسی اور فرانسس طویل عرصے تک زندہ رہیں۔ ۱۹۶۶ء میں جب ایلسی کی عمر پینسٹھ سال تھی اس نے ایک انٹرویو میں کہا کہ جو تصویریں ہم نے کھینچی تھیں وہ سب کے سامنے ہیں تاہم پریاں ہمارے تخیل کی عکس ہوسکتی ہیں۔ ۱۹۷۱ء میں اسے بی بی سی ٹیلے وژن پر لایا گیا جہاں اس نے پھر وہی بات دہرائی۔ ۱۹۷۶ء میں ان دونوں کا یکجا انٹرویو کیا گیا اور انہیں Cottingley بھی لے جایا گیا مگر وہ کچھ نہ بتا سکیں۔ جب ایلسی سے پوچھا گیا کہ کیا وہ بائبل پر حلف اٹھا کر یہ کہہ سکتی ہے کہ تصاویر حقیقی تھیں تو اس نے جواب دیا:

"I would rather leave that open if you don't mind"

بالآخر ۱۹۸۳ء میں فرانسس نے چھہتر برس کی عمر میں بھانڈا پھوڑ ہی دیا۔ ہوا یہ تھا کہ ۱۹۱۷ء میں دس سالہ فرانسس اپنی ہم زاد ایلسی کے ساتھ سبزہ زاروں میں کھیلتے کھیلتے ایک چٹان سے پھسل کر ندی میں جا

گری تھی اور ماں کی ڈانٹ ڈپٹ سے بچنے کے لئے اس نے کہہ دیا کہ پریوں کے ساتھ کھیلتے کھیلتے وہ پھسل گئی تھی۔ ماں نے اس بہانہ سازی پر اسے اور جھڑکا۔ اسی روز سہ پہر کو ان دونوں نے ایک منصوبہ بنایا۔ ایلسی نے ایک بالتصویر کتاب سے پریوں کے تراشے لئے اور گتّے پر چپکا کر پنوں سے انہیں درختوں کی شاخوں پر اٹکایا اور پھر فرانسس کو سامنے بٹھا کر تصویر کھینچ لی تاکہ وہ ماں کو دکھا کر اپنی بات کی سچائی ثابت کر سکے۔ پھر کچھ ہی دن بعد فرانسس نے ایلسی کی ایسی ہی تصویر بنائی۔ مگر جب ان تصویروں کی سنسنی نے سارے ملک کو اپنی لپیٹ میں لے لیا تو یہ دونوں دم بخود رہ گئیں اور انہیں ہمت نہ ہوئی کہ حقیقت سے پردہ اٹھائیں۔ ایلسی کے بقول، ''یہ گھنٹے دو گھنٹے کا ایک مذاق تھا مگر یہ ستّر سال چلا''۔(۱۴) کانن ڈوئیل خوش قسمت تھا کہ اس اعتراف کو سننے کے لئے زندہ نہیں رہا۔

حواشی وحوالہ جات

* خورشید رضوی، ڈسٹنگویشڈ پروفیسر، شعبۂ عربی واسلامی علوم، گورنمنٹ کالج یونیورسٹی، لاہور۔

(۱) محمد سعید، ''سعادت حسن منٹو کا ایک غیر مدون نادر ترجمہ'' بنیاد ۱-۲ (۲۰۱۲ء): ۱۲۶-۱۱۵۔

(۲) A. C. Doyle, "The Story of the Brown Hand," *The Strand Magazine* XVII.101 (May 1899): 499-508.

(۳) A. C. Doyle, "The Brown Hand," in *Round the Fire Stories* (London: Smith, Elder & Co., 1908), 299-320.

(۴) A. C. Doyle, *The History of Spiritualism* (London: Cassell & Company, 1926) جلد اول، ۲۷۔

(۵) *Spiritualism*، جلد دوم، ۱۱۲ کے مقابل۔

(۶) *Spiritualism*، جلد اول، ۲۱۹۔

(۷) *Spiritualism*، جلد دوم، ۲۱۴۔

(۸) *Spiritualism*، جلد دوم، ۲۱۶۔

(۹) *Spiritualism*، جلد دوم، ۲۲۴۔

(۱۰) R. Miller, *The Adventures of Arthur Conan Doyle* (New York: Thomas Dunne Books, 2008). دیکھئے: تصاویر مابین صفحات ۲۴۵-۲۴۴۔

(۱۱) *Spiritualism*، جلد دوم، ۲۱۷۔

(۱۲) *The Adventures of Arthur Conan Doyle* دیکھئے: مذکورہ بالا تصاویر مابین صفحات ۲۴۵-۲۴۴۔

(۱۳) *Adventures*، ۴۰۸۔

(۱۴) تفصیلات کے لئے دیکھئے: *Adventures*، ۴۱۰-۳۹۲۔

کتابیات

سعید، محمد۔ ''سعادت حسن منٹو کا ایک غیر مدون نادر ترجمہ۔'' بنیاد ۱-۲ (۲۰۱۲ء): ۱۲۶-۱۱۵۔

Doyle, A. C. *The History of Spiritualism*. 2 Vols. London: Cassell & Company, 1926.

Doyle, A. C. "The Brown Hand." In *Round the Fire Stories*. London: Smith, Elder & Co., 1908. 299-320.

Doyle, A. C. "The Story of the Brown Hand." *The Strand Magazine* XVII.101 (May 1899): 499-508.

Miller, R. *The Adventures of Arthur Conan Doyle*. New York: Thomas Dunne Books, 2008.